اچانک اس "روٹین" میں ذرا سی گڑبڑ ہوگئی۔ ایک روز ایک سردار جی آگئے۔ معلوم ہوا کہ قتل کے مقدمے میں ماخوذ ہیں۔ ان پر یہ الزام تھا کہ انھوں نے گوندیا کے ایس۔ ڈی۔ ایم کی لڑکی کو مار کر کنویں میں ڈال دیا تھا۔ سردار جی چاول کی کئی ملوں کے مالک تھے۔ میں نے انھیں پہچان لیا ـــــ ملاقات ہوئی لیکن شاید وہ پریشان تھے اس لئے بہت اچھی طرح نہیں ملے۔ ان کے کارخانوں میں مزدوروں کو بہت کم اجرت ملتی تھی۔ میں نے ان کے مزدوروں کی باقاعدہ ایک تنظیم بنائی اور چند روز بعد باقاعدہ ایک نوٹس دے دیا۔ سردار جی لکھ پتی تھے، ایسی باتیں سننے کے عادی نہ تھے۔ وہ اس قانونی نوٹس کو دھمکی سے تعبیر کرنے لگے اور انھیں یہ بات سخت ناگوار گزری کہ ہم ان کے کاروبار میں کیوں دخل دیں۔ بار بار کہتے تھے کہ "صاحب یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اس سے آپ کا کیا تعلق" ـــــ میں نے ان کو ٹریڈ یونین کے بارے میں سمجھایا۔ قاعدے قانون کا حوالہ دیا ـــــ لیکن جن لوگوں کے پاس روپیہ ہوتا ہے وہ شاید قاعدے قانون کو بہت اہمیت نہیں دیتے۔ وہ یہی کہتے رہے کہ "میرے کارخانے ہیں، میں جو چاہے اجرت دوں، آپ کون ہوتے ہیں بیچ میں بولنے والے؟" بہرحال رجسٹرڈ یونین تھی۔ تمام مزدور یونین کے ساتھ تھے۔ بڑی معمولی اجرت پر کام کر رہے تھے۔ جنگ نے گرانی کو بڑھا دیا اور جنگ کے بعد یہ گرانی اور زیادہ ہوش رُبا ہوگئی تھی اس لئے مزدوروں کے مطالبے جائز تھے۔ بہرحال ہڑتال ہوئی، چھے دن تک خاصا ہنگامہ رہا اور بالآخر انھیں یونین سے معاملہ طے کرنا پڑا۔ سردار جی ناراض ہوگئے لیکن مزدوروں کے مطالبے کے سامنے انھیں جھکنا پڑا۔ سیزن کا زمانہ تھا، ان کے سامنے کوئی راستہ نہ تھا ـــــ چھے دن میں ہی خاصا نقصان ہوا۔

بہرحال آج وہ سردار جی وہاں ایک ملزم کی حیثیت سے جیل میں تھے چونکہ ایس۔ ڈی ایم سپلائی آفیسر بھی تھے اس کے بچے کا معاملہ تھا۔ اخباروں میں شور مچ چکا تھا اس لئے ضلع انتظامیہ سردار جی کے ساتھ کسی طرح کی رعایت کے لئے تیار نہ تھی اور رائے عامہ کا بھی زبردست دباؤ تھا۔ بات یہ تھی کہ سردار جی نے ایک دن پہلے سپلائی آفیسر کو اپنی چاول مل کے ایک معاملہ میں دھمکی دی تھی کہ "میں آپ کو دیکھ لوں گا" ـــــ دو روز بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ ان کی لڑکی غائب ہوگئی اور اس کی لاش ایک کنویں میں ملی۔ ہر ایک کو یقین تھا کہ یہ کام سردار جی نے کروایا